۱۶۳۰ع

(سلسلہ اشاعت نمبر ۵)

لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ
وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقٰىۃً
پ ۳ ع ۱۱

یہ وہی ۳ ½ گھنٹے کی معرکتہ الآراء مکمل تقریر ہے جو
بتوفیق رب البریہ مسئلہ تقیہ پر ۲۸ جنوری ۱۹۲۳ء
بروز اتوار امام باڑہ نتھے شاہ صاحب مرحوم
اندرون موچی دروازہ لاہور میں
عالیجناب صدر المفسرین بدر المحدثین حجۃ الاسلام والمسلمین نائب الائمۃ
المعصومین سرکار شریعتمدار حضرت علامہ السید علی الحائری صاحب
قبلہ مجتہد العصر والزمان دام ظلہ العالی نے تقریباً سات ہزار مختلف المذاہب
کے مجمع عام میں کی اور موضوع تقیہ کو قرآنی پانچ آیتوں سے ثابت
کرتے ہوئے بیسیوں معتمدہ کتب اہلسنت کی عبارتیں پڑھ کر سنائیں
جسکا فوری اثر یہ ہوا کہ اسی جلسہ عام میں تین نفر سنیوں نے کھڑے
ہو کر شیعہ مذہب قبول کرنیکا اعلان کیا

المسمّٰی بہ

موعظۂ تقیہ

جس کو
اراکین شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور ایدہم اللہ
وایدہم کی درخواست پر
ذرۂ بیمقدار
خاکسار سید محمد رضی الرضوی القمی نے بسعی بلیغ مرتب کیا
اور
استفادہ عامۂ اہل اسلام کی غرض سے شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور نے
ماہ مارچ ۱۹۲۳ء میں شائع کیا

بہ پرکاش سٹیم پریس لاہور میں سردار کرم سنگھ پرنٹر کے چھپا

قیمت فی جلد ۵ر

باراول ۱۵۰۰

ورنہ معاویہ اگر امام حسن علیہ السلام سے بیعت کا مطالبہ کرنے میں ناعاقبت اندیشی سے کام لیتا تو طوفان کربلا کا نمونہ پہلے وہیں نظر آجاتا۔ تقیہ سے امام حسنؑ جس طرح تحفظ اسلام کر رہے تھے پھر ترک تقیہ سے ان کو بھی اسلام کا تحفظ کرنا پڑتا اور مجبوراً امام حسن علیہ السلام بھی ذوالفقار علی کو بیعت کے مقابلہ میں ترجیح دے کر تقیہ توڑ ڈالتے اور معاویہ کو قتل کر ڈالتے یا خود شہید ہو جاتے اس لئے معاویہ نے دور اندیشی سے کام لے کر صرف صلح پر قناعت کی اور امام حسنؑ نے بھی حفاظت اسلام کے لیے صلح کی صورت میں تقیہ کرنا ہی مناسب سمجھ لیا اور اسلام کی حفاظت کرتے ہوئے آخر الامر جعدہ کے ذریعہ زہر ہلاہل سے آپ شہید کروا دیئے گئے یہاں تک کہ سید الشہدا امام حسین علیہ السلام کا زمانہ پہونچ گیا

سید الشہدا امام حسینؑ کا ترک تقیہ

ارشاد کیا مظلوم کربلا شہید نینوا روحی لہ الفدا کے حالات تم سے پوشیدہ نہیں ہیں جو کسی تفصیل کے محتاج ہوں۔ میں صرف اسی قدر آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اگر حضرت امام حسن علیہ السلام کے تقیہ کرنے پر حفاظتِ اسلام مبنی تھی تو امام حسین علیہ السلام کے تقیہ ترک کرنے میں اسلام محفوظ رہ سکتا تھا ورنہ ایک بھی سچا مسلمان روئے زمین پر باقی نہ رہتا۔ کیونکہ یزید جیسے فاسق۔ کافر۔ بیدین۔ شارب الخمور وراکب الفجور نے تو حسین علیہ السلام کی موت وحیات کو منحصر کر دیا ہوا تھا۔ اس بات میں کہ حسین علیہ السلام بیعت یزید اختیار کریں۔ یا شہید کر دیئے جائیں۔ حسین علیہ السلام نے بہت کوشش کی کہ یزیدی گروہ بیعت کے خیال کو چھوڑ دیں اور حسینؑ بھی حسنؑ کی طرح تقیہ میں ایام زندگی بسر کر جائیں۔ یہاں تک کہ مظلوم کربلا علیہ السلام راضی ہو گئے تھے کہ اگر ان سے بیعت نہ لی جائے تو وہ اپنا آبائی وطن بھی (ملکِ حجاز) چھوڑ

کہ محض اسلام کی حفاظت کی غرض سے بلادِ کفار کی طرف ہجرت کر جائیں۔ مگر کلاب دنیا سواء بیعت اختیار کر لینے کے۔ کسی طرح بھی حسین علیہ السلام سے راضی نہیں ہو سکتے تھے۔ امام معصوم مفترض الطاعۃ کا یزید جیسے خلیفہ کی بیعت کر لینے میں چونکہ اسلام کا مٹ جانا یقینی امر تھا۔ لہٰذا حسینؑ اس کی بیعت پر راضی نہیں ہوئے اور مجبوراً ان کو تقیہ چھوڑ دینا پڑا۔ پس ثابت ہوا کہ ایک ہی اصول (حفاظت اسلام) پر امام حسن علیہ السلام کو باقتضاءِ موقع و محل تقیہ کرنا واجب تھا اور امام حسین علیہ السلام کو تقیہ چھوڑنا واجب ورنہ اسلام نیست و نابود ہو جاتا اور ایک سچا خدا پرست بھی آج روئے زمین پر نظر نہ آتا۔ جس پر خواجہ اجمیری کی یہ رباعی گواہ ہے

شاہ ہست حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ　　دیں ہست حسینؑ دیں پناہ ہست حسینؑ
سر داد نہ داد دست در دست یزید　　حقا کہ بنائے لا الٰہ ہست حسینؑ

اس کے بعد قبلہ و کعبہ دام ظلہ نے مصائب کربلا اور شہادت علی اصغر علیہ السلام کا واقعہ کچھ ایسے لہجہ مظلومیت میں بیان فرمایا کہ جلسہ میں گریہ و بکا سے کہرام مچ گیا اس قدر رقت ہوئی کہ گویا در و دیوار سے یا حسینؑ اور وا مظلوم کی آوازیں بلند تھیں اور بلا تمیز سب شیعہ اور سنی بے اختیار رو رہے تھے۔

ختم مصائب کے بعد قبلہ و کعبہ دام ظلہ نے فرمایا۔ صاحبان اب استجابت دعا کا وقت ہے بعد از دعائے خاتمہ بالخیر کے آپ لوگوں کا فرض ہے کہ اس مذہبی آزادی کے قیام و دوام کے لئے صدق دل سے آمین کہیں۔ کیونکہ فی الحقیقت آپ بہت ہی ناشکر گذار ہونگے اگر آپ اس کا اعتراف نہ کریں کہ ہم کو ایسی سلطنت کے زیر سایہ ہونے کا فخر حاصل ہے جس کی عدالت اور انصاف پسندی کی مثال اور نظیر دنیا کی کسی اور سلطنت میں نہیں مل سکتی فی الواقع بادشاہ وقت کے حقوق میں ایک اہم حق یہ ہے کہ رعایا اپنے بادشاہ کے عدل و

انصاف کے شکر گزاری میں ہمیشہ رطب اللسان رہے ۔ اس میں بھی حضور پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام کی تاسی مسلمانوں کو لازم ہے کہ آپ نے بھی نوشیرواں عادل کے عہد سلطنت میں ہونے کا ذکر مدح اور فخر کے رنگ میں بیان کیا ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ حضور کی تاسی میں مسلمان اس مبارک مہربان منصف اور عدل گستر برطانیہ عظمےٰ کی دعا گوئی اور ثنا جوئی کریں اور اس کے احسانوں کے شکر گذار رہیں ۔

فرمایا صاحبان ! غور کرو کہ تم اسلام کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے کیونکر بے خوف و خطر پوری آزادی کے ساتھ آج سرِ میدان تقریریں اور وعظ کر رہے ہو اور کس طرح ریل ۔ ڈاک ۔ تار اور دیگر ہر قسم کے سامان جن سے تبلیغ کی مشکلات میں بہت کچھ آسانیاں حاصل ہوئیں اس مبارک اور مسعود عہد میں ہمیں میسر آئے ہیں جو پہلے کبھی کسی حکومت میں موجود نہ ہوتے تھے اسی ہندوستان میں گذشتہ غیر مسلم سلطنتوں کے عہد میں یہ حالت تھی کہ مسلمان اپنی مسجدوں میں اذان تک نہیں کہہ سکتے تھے اور بالوں کا تو ذکر ہی کیا ہے اور حلال چیزوں کے کھانے سے روکا جاتا تھا کوئی باقاعدہ تحقیقات نہ ہوتی تھی ۔ مگر یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج ہم ہندوستان میں ایسی مبارک مہربان سلطنت کے تحت عدالت و انصاف ہیں کہ وہ ان تمام عیوب اور خود غرضیوں سے پاک ہے ۔ جس کو مذاہب کے اختلاف سے کوئی بھی اعتراض نہیں ہے اور جس کا قانون ہے کہ سب مذاہب آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی فرائض کو ادا کریں ۔ لہذا اس سلطنت (برطانیہ عظمےٰ) کے وجود و بقاء اور قیام و دوام کے لئے تمام احباب دعا کریں اور اس کے ایثار کا جو وہ اہل اسلام اور خاص کر شیعوں کی تربیت میں بے دریغ مرعی رکھتی ہے ہمیشہ صدق دل سے شکر گذار رہیں اور اس کے ساتھ

دل سے وفادار رہنا اپنا شعار بنا لیں اور ان کے خلاف جلسوں اور مظاہروں میں شریک اور معین ہونے سے قطعاً احتراز کریں

المفتقر

سا

علی الحائری

قصیدہ در حقیقت تقیہ از جناب سید عنایت علیشاہ صاحب عنایت ایڈیٹر درنجف سیالکوٹ

کسی مومن سے انکار تقیہ ہو نہیں سکتا
جو منکر ہو تقیہ کا وہ شیعہ ہو نہیں سکتا

مسلماں فرقۂ آلِ امیہ ہو نہیں سکتا
سو شیعہ کوئی بھی حج الشریعہ ہو نہیں سکتا

نبی ہو اور جھوٹا ہو یہ بھیا ہو نہیں سکتا
کہا اسکا کبھی صدقِ علیاً ہو نہیں سکتا

اسے حاصل کبھی اوجِ ثریا ہو نہیں سکتا
صحیح من کان فی المہد صبیاً ہو نہیں سکتا

کہو اے سنیو! اگر جھوٹ ابراہیم نے بولا
بجا پھر کان صدیقاً نبیاً ہو نہیں سکتا

ولا تلقوا بایدیکم پڑھو غور و تامل سے
کسی عاقل سے فتنہ کا تہیہ ہو نہیں سکتا

برائے حفظِ جان و مال از دربار رحمانی
کوئی بڑھ کر تقیہ سے عطیہ ہو نہیں سکتا

تقیہ سے ہیں صدہا منحرف ہو کر کے پیرو
فہیناً ہم سے پر ابنِ ربیعہ[1] ہو نہیں سکتا

تقیہ توڑنے سے ناک منہ رخسار گر توڑیں
تو پھر شیعوں کے مرہم کا قضیہ ہو نہیں سکتا

ہو ناحق در پئے تکذیبِ قرآنِ الٰہی کے
وہ ہرگز تابعِ خیر البریہ ہو نہیں سکتا

نواں حصہ تقیہ میں نبی کا دینِ اقدس ہے،
کہ بن اس کے حفاظت کا ذریعہ ہو نہیں سکتا

عنایتؔ ہے زمانہ میں کوئی اہلِ تمیز ایسا
کہ جس سے وقتِ خوفِ جاں تقیہ ہو نہیں سکتا

حاشیہ ۱؎ دیکھو صفحہ (۴۱) رسالہ ہذا جہاں عتبہ بن ربیعہ ملعون کا پورا واقعہ اہلسنت کی معتبر کتاب معارج النبوۃ مصنفہ ملا معین کاشفی سے بحوالہ مطبع و صفحہ و سطر پورا واقعہ مرقوم ہے ۱۲

بحسن اہتمام کربلائی شیخ غلام علی شہیدیہ منیجر خواجہ بک ایجنسی چوک نواب صاحب لاہور